بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ

تجہیز و تکفین

کا مسنون طریقہ



تالیف

حافظ عمران ایوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب الواحد ٹریڈرز شوز میٹریل کی جانب سے دینی خدمت کے جذبے کے تحت قارئین کی خدمت میں بلا قیمت پیش کی جا رہی ہے۔ لہذا

"اس کتاب کی خرید و فروخت قطعاً جائز نہیں۔"

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت سے منور کریں اور اس سلسلہ میں اپنے تاثرات اور مشوروں سے نوازتے ہوئے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ملنے کا پتہ

الواحد ٹریڈرز 3 چیمبرلین روڈ لاہور

Ph:042-7640743,7640781

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ

تجہیز و تکفین

کا مسنون طریقہ



تالیف

حافظ عمران ایوب

نام کتاب

تجہیز وتکفین کا مسنون طریقہ

ناشر .... دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور

Ph: 042-7230549-7240940

Fax: 7242639

www.dar-ul-andlus.com

باب اول

وفات سے پہلے کے مسائل

❀ مریض اللہ سے اچھی امید رکھے ---------- 19

❀ وفات کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ ---------- 19

❀ شدت مرض میں بھی موت کی تمنا نہ کرے ---------- 20

❀ قرض وغیرہ کی ادائیگی ---------- 20

❀ وصیت لکھ دی جائے ---------- 21

❀ قریب المرگ شخص کو کلمہ پڑھنے کی تلقین ---------- 23

❀ حاضرین صرف خیر و برکت کی دعا کریں ---------- 23

❀ اللہ سے حسن ظن کی تلقین ---------- 24

❀ وفات کے وقت کلمہ پڑھنا ---------- 25

❀ پیشانی پر پسینا آجانا ---------- 25

❀ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں موت آنا ---------- 25

❀ شہادت کی موت حاصل کرنا ---------- 26
❀ فی سبیل اللہ نکلے ہوئے شخص کو طبعی موت آجانا ---------- 26
❀ ایسی بیماری یا حادثہ سے موت آنا جسے شہادت کہا گیا ہے ---------- 27
❀ کسی بھی نیک عمل پر موت آنا ---------- 27
❀ لوگوں کی طرف سے میت کی تعریف ---------- 28

باب دوم

وفات کے بعد کے مسائل

❀ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا ---------- 29
❀ میت کے بدن کو ڈھانپنا ---------- 29
❀ تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا ---------- 30
❀ میت کا قرض ادا کرنا ---------- 30
❀ چند ضروری احتیاطیں ---------- 31
❀ میت کو غسل دینا واجب ہے ---------- 32
❀ میت کو غسل دینے کی فضیلت ---------- 33
❀ میت کو کون غسل دے؟ ---------- 34

❀ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں ---------- 34
❀ چند ضروری مسائل ---------- 35
❀ غسل کا طریقہ ---------- 36
❀ طریقہ غسل کی کچھ تفصیل ---------- 38
❀ غسل کے متعلق چند ضروری مسائل ---------- 43
❀ کفن پہنانے کا حکم ---------- 47
❀ کفن کا بندوبست میت کے ترکہ سے کیا جائے ---------- 47
❀ کفن کا کپڑا وسیع اور کشادہ ہونا چاہیے ---------- 48
❀ کفن بہت زیادہ قیمتی نہ ہو ---------- 48
❀ بہتر ہے کفن کا کپڑا سفید رنگ کا ہو ---------- 49
❀ تین چادروں میں کفن دینا چاہیے ---------- 49
❀ کفن پہنانے کا طریقہ ---------- 50

باب سوم

نماز جنازہ کے مسائل

❀ نمازِ جنازہ کا حکم ---------- 55

❀ نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت ---------- 56
❀ نماز جنازہ کا طریقہ ---------- 56

باب چہارم

تدفین اور قبرستان کے مسائل

❀ میت کو قبرستان کی طرف جلدی لے جانا چاہیے ---------- 63
❀ جنازے کے آگے پیچھے چلنا ---------- 63
❀ جنازہ لے جاتے ہوئے با آواز بلند ذکر کرنا ---------- 64
❀ قبرستان میں داخلے کی دعا ---------- 64
❀ لحد والی اور سیدھی قبر ---------- 65
❀ تدفین کے ممنوع اوقات ---------- 66
❀ میت کو قبر میں کیسے داخل کیا جائے؟ ---------- 66
❀ میت کو قبر میں صرف مرد اتاریں ---------- 67
❀ میت کو قبر میں داخل کرنے والا یہ دعا پڑھے ---------- 67
❀ قبر کی اونچائی ایک بالشت ہونی چاہیے ---------- 68
❀ قبر پر بطور علامت کوئی پتھر وغیرہ نصب کیا جاسکتا ہے ---------- 68

❀ قبر پر مٹی ڈالنا ---------- 69
❀ قبر کو کوہان نما بنانا چاہیے ---------- 69
❀ دفن کرنے کی فضیلت ---------- 70
❀ تدفین کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا چاہیے ---------- 70
❀ قبروں پر بیٹھنا ممنوع ہے ---------- 71
❀ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے ---------- 71
❀ قبروں پر ممنوع افعال ---------- 72
❀ قبروں پر مسجدیں بنانا حرام ہے ---------- 73
❀ قبروں پر قرآن کی قراءت جائز نہیں ---------- 73

باب پنجم

تعزیت کے مسائل

❀ تعزیت کرنا مسنون ہے ---------- 75
❀ تعزیت کے بہترین الفاظ ---------- 76
❀ اہل میت کے لیے کھانا بھیجنا چاہیے ---------- 76
❀ میت کے گھر میں اجتماع کرنا جائز نہیں ---------- 77

باب ششم

زیارت قبور کے مسائل

- قبروں کی زیارت جائز ہے ---------- 79
- کیا خواتین قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں؟ ---------- 79
- کافر کی قبر کی زیارت کا حکم ---------- 81
- کافر کی قبر کی زیارت کے دوران سلام نہ کہے ---------- 82
- قبروں کی طرف سفر کرنے کا حکم ---------- 83
- قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں ---------- 83
- قبر پر ٹہنی لگانا ---------- 85
- قبروں پر چادریں چڑھانا ---------- 85

مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

”بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے، اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد وصلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خودساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔“

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا

كَثِيرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

''اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو)۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔''

① ((مسلم' الجمعة' بابا تخفيف الصلوة و الخطبة' حديث ٨٦٨ و ٨٦٧۔ والنسائی' ٣٢٧٨))

② ((رواه الاربعة واحمد والدارمی و روی البغوی فی شرح السنة مشكوة مع تعليقات الالبانی' النكاح' باب اعلان النكاح...... وقال الالبانی حديث صحيح۔))

تنبیہات:

- صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطبہ کا آغاز ((ان الحمدلله)) سے ہے لہذا ((الحمدلله)) کی بجائے ((ان الحمدلله)) کہنا چاہیے۔
- یہاں ((نؤمن به ونتوكل عليه)) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔
- یہ خطبہ نکاح، جمعہ اور عام وعظ و ارشاد یا درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت بیان کرے۔

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْد......!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تمہیں قیامت کے دن اپنے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ پس جو شخص نار جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر جو حقوق بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان بھائی فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی جائے۔ ایک حدیث میں آپ نے جنازہ پڑھنے والے کو ایک قیراط اور تدفین تک ساتھ رہنے والے کو دو قیراط ثواب کی بشارت سنائی ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں کسی مسلمان کی موت کے موقع پر رسوم و رواج اور بدعات کا ایک خوفناک طوفان کھڑا کر دیا جاتا ہے اور سنت رسول ﷺ کے مطابق تجہیز و تکفین کی بجائے خرافات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بدعات کی

اوٹ میں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں غائب ہو گئی ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہیں کہ جن کو علم ہی نہیں جبکہ بہت سے وہ ہیں کہ جن کو آگاہ کیا جائے کہ تجہیز وتکفین کا مروجہ طریقہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں تو وہ لڑ مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

ایسے حالات میں ضروری تھا کہ امت کی اس مسئلہ پر صحیح راہنمائی کی جاتی، سو حافظ عمران ایوب صاحب نے بھرپور کوشش کر کے ''تجہیز وتکفین کا مسنون طریقہ'' کے عنوان سے ان مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ کتاب میں دلائل کی صحت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مرض الموت سے لے کر تدفین تک کے تمام مراحل پر شریعت کی راہنمائی پیش کی گئی ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے اگر ہم اپنے مرحومین کو الوداع کریں گے تو ہمارا یہ عمل اجر عظیم کا ذریعہ بن جائے گا۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ دین حنیف پر قائم رکھے، سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر دارالاندلس، لاہور

۲۹ ذی القعدہ ۱٤۲۵ھ

پیش لفظ

دین اسلام کی مثال اس چشمہ صافی کی مانند ہے جو زمین سے پھوٹتے وقت نہایت صاف و شفاف پانی کی صورت میں بہتا ہے، لیکن جب کسی ندی نالے تک پہنچتا ہے تو اس میں راستے کا گرد و غبار، میل کچیل، کنکر، ذرات اور دیگر فضلات وغیرہ بھی شامل ہو چکے ہوتے ہیں بعینہ اسلام جب محمد ﷺ کی لسان مقدس سے امہ اسلامیہ کو ملا تو بالکل خالص اور غیر ملاوٹ شدہ تھا لیکن ہم تک پہنچتے پہنچتے اس میں ان گنت شرکیہ عقائد اور بدعات و خرافات کی گرد اور میل کچیل کی آمیزش ہو چکی ہے۔

مسئلہ نماز کا ہو یا روزے کا، حج کا ہو یا قربانی کا ہر مسئلے میں آپ کو ایسی ایسی نئی چیزیں ملیں گی کہ عہد رسالت میں جن کا نام و نشاں تک نہ تھا۔ مسلمان کو چاہیے کہ تحقیق و تدقیق کا دامن کبھی نہ چھوڑے بلکہ ہمہ وقت صحیح مسئلے تک پہنچنے کی جستجو میں لگا رہے۔

انسانی زندگی کے وہ چند اہم مسائل جن سے ہر انسان کا واسطہ پڑتا رہتا ہے وہ "خوشی اور غم" کے مسائل ہیں یعنی شادی بیاہ اور موت کے مسائل، انسان کبھی کسی کی شادی میں شرکت کر رہا ہوتا ہے تو کبھی کسی کے جنازے میں، ویسے تو جہاں تک ہو سکے زیادہ سے

زیادہ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن جن مسائل سے اس کا روزمرہ زندگی میں زیادہ واسطہ پڑتا ہے انہیں سیکھنا ہر مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

« طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ » ①

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

اس علم سے مراد یہی (ضروری) علم ہے اور بالخصوص اس لیے بھی ان مسائل میں زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے کہ خوشی اور غم کے مواقع ہی ایسے ہیں جنہوں نے بدعات و خرافات کا اکثر حصہ گھیر رکھا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ خالص اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے تا کہ شرکیہ امور اور بدعات کا قلع قمع ہو سکے اور لوگ راہِ راست پر آسکیں۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ وہ تمام مسائل جمع کر دیے جائیں جن کا تعلق وفات سے پہلے اور وفات کے بعد سے ہے یعنی قریب المرگ شخص کے متعلق احکام، غسل میت، تجہیز وتکفین، نماز جنازہ اور قبروں کے متعلق احکام کو بیان کیا گیا ہے۔ مسائل کے استنباط کے لیے صحیح احادیث کو مدنظر رکھا گیا ہے اور تمام دلائل باحوالہ نقل کیے گئے ہیں تا کہ قارئین کو مزید تحقیق کے لیے اصلی ماخذ تک پہنچنے میں کوئی دقت

① ابن ماجه، مقدمه، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم : ۲۲٤۔

پیش نہ آئے، کتاب کا اسلوب تحریر نہایت سادہ اور عام فہم ہے تاکہ ہر شخص اس سے مستفید ہو سکے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ راقم الحروف کی اس ادنیٰ کاوش کو عوام وخواص کے لیے بدعات وخرافات سے بچنے اور ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نواز کر راقم کی دنیاوی واخروی نجات کا باعث بنائے (آمین!)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

کتبہ

حافظ عمران ایوب

باب اول

وفات سے پہلے کے مسائل

مریض اللہ سے اچھی امید رکھے:

مریض کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید رکھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

« لَا يَمُوْ تَنَّ اَحَدُ كُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِا للّٰهِ الظَّنَّ » ①

''تم میں سے کوئی ہرگز فوت نہ ہو مگر صرف اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔''

وفات کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ:

مریض کو چاہیے کہ جب اسے وفات کا علم ہو جائے تو آہ و بکا کے بجائے صبر و برداشت سے کام لے کیونکہ اہل ایمان کا یہی وتیرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اگر اسے کوئی اچھائی اور خوشی کی چیز ملتی ہے

---

① مسلم، کتاب الجنَّة و صفة نعیمها و أهلها: باب الأمر بحسن الظن بالله تعالیٰ عندالموت : ۲۸۷۷۔

تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔'' ①

شدت مرض میں بھی موت کی تمنا نہ کرے:

وفات سے پہلے اگر بیماری شدت اختیار کر جائے تو مریض کو چاہیے کہ ہرگز موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر معاملہ بالکل برداشت سے باہر ہو تو ان الفاظ میں دعا کرنے کی گنجائش ہے:

« اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَ تَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ » ②

''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کر دینا جب میرے لیے موت بہتر ہو گی۔''

قرض وغیرہ کی ادائیگی:

اگر قریب المرگ شخص کے ذمہ لوگوں کا قرض یا دیگر حقوق ہوں تو انہیں ادا کر دے ورنہ اس کی وصیت کر جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مسلم، كتاب الزهد: باب المومن أمره كله خير: ۲۹۹۹۔

❷ بخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة: ۶۳۵۱۔

”اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی بھی طریقے سے ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار پاس ہوں گے اور نہ درہم بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی یعنی مظلوم کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔“ ①

وصیت لکھ دی جائے:

مریض کو چاہیے کہ اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کر جائے جو اس کے وارث نہیں بنیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾

(البقرة: ١٨٠)

”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور اگر وہ مال چھوڑ جاتا ہے تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیزگاروں پر یہ حق ہے۔“

① بخاری، کتاب المظالم، باب من كانت له مظلمته عندالرجل: ٢٤٤٩۔

یہ حکم آیت وراثت کے نزول سے پہلے کا ہے۔اب یہ منسوخ ہو چکا ہے البتہ وہ رشتہ دار جو وارث نہیں بنیں گے ان کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

« إِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطیٰ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ » ①

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔''

معلوم ہوا کہ کسی ایسے شخص کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں جس کا میراث میں حصہ مقرر ہو نیز یہ بھی یاد رہے کہ وصیت تہائی مال سے زیادہ کی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا:

« اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ » ②

''ثلث'' (یعنی ایک تہائی) مال کی وصیت کر دو اور ثلث بھی زیادہ ہے۔''

❶ ابو داؤد، کتاب الوصایا: باب ماجاء فی الوصیة للوارث : ۲۸۷۰۔

❷ بخاری، کتاب الوصایا: باب الوصایا : ۲۷۳۸۔

حاضرین کے متعلق احکام

قریب المرگ شخص کو کلمہ پڑھنے کی تلقین:

جو شخص کسی قریب المرگ کے پاس حاضر ہو، اسے چاہیے کہ مریض کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ » ①

''قریب المرگ آدمی کو ''لا إلہ إلا اللہ'' پڑھنے کی تلقین کرو''

حاضرین صرف خیر و برکت کی دعا کریں:

مریض کے اقربا و اعزا اور دیگر ساتھیوں کو چاہیے کہ اس کے پاس بیٹھ کر صرف اچھی دعا ہی کریں کیوں کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم مریض یا میت کے قریب حاضر ہو تو خیر کی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر آمین کہتے ہیں۔'' ②

❶ مسلم، كتاب الجنائز، باب تلقين الموتى لاإله إلا الله : ٩١٦۔

❷ أحكام الجنائز للألباني ، ص:١٩۔

اللہ سے حسن ظن کی تلقین:

قریب المرگ شخص کے پاس بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن پیدا کرنے کی تلقین کریں۔

حسن خاتمہ کی علامات

وفات کے وقت کلمہ پڑھنا:

حدیث نبوی ہے کہ:

« مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ » ①

''جس کا آخری کلام ''لا إلٰہ إلا اللّٰہ'' ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

پیشانی پر پسینا آجانا:

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ » ②

''مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے ''

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں موت آنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ ابو داؤد ، کتاب الجنائز، باب في التلقين :٣١١٦۔

❷ ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء أن المومن يموت بعرق الجبين : ٩٨٢۔

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ » ①

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے محفوظ فرمائے گا۔''

شہادت کی موت حاصل کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ (آل عمران:١٦٩)

''اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جار ہا ہے۔''

فی سبیل اللہ نکلے ہوئے شخص کو طبعی موت آجانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَمَن يَخْرُجْ مِنۢ بَيْتِهِۦ مُهَاجِرًا إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ثُمَّ يُدْرِكْهُ ٱلْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُۥ عَلَى ٱللَّهِ ۗ ﴿١٠٠﴾ (النساء:١٠٠)

① أحكام الجنائز للالباني ، ص:٥٠۔

''جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا پھر اسے موت نے آلیا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہو گیا۔''

ایسی بیماری یا حادثہ سے موت آنا جسے شہادت کہا گیا ہے:

مثلاً مرض طاعون، پیٹ کی بیماری، غرق ہونا، ملبے کے نیچے آجانا، فالج ہونا، ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو جانا یا عورت کو حالت حمل میں موت آجانا۔ ①

کسی بھی نیک عمل پر موت آنا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے رضائے الٰہی کے لیے کلمہ ''لا إلہ إلا اللہ'' کہا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے رضائے الٰہی کے لیے ایک دن روزہ رکھا پھر اس کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے رضائے الٰہی کی خاطر کوئی چیز صدقہ کی پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔'' ②

① أحكام الجنائز للألباني : ص/٥١-٥٥

② احمد: ٣٩١/٥

لوگوں کی طرف سے میت کی تعریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کے لیے واجب ہوگئی" ---- پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی بری تعریف کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے لیے واجب ہوگئی" ---- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کون سی چیز واجب ہوگئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ » [1]

"جس آدمی کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے بری تعریف کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم اللہ کی زمین میں اس کے گواہ ہو۔"

---

[1] مسلم، کتاب الجنائز : باب فیمن یثنی علیہ خیر أو شر من الموتی: ۹۴۹۔

باب دوم

وفات کے بعد کے مسائل

مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ وَ قُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ » ①

”جب تم اپنے کسی قریب المرگ کے پاس حاضر ہو تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو بلاشبہ نظر روح کا پیچھا کرتی ہے اور خیر کی بات کہو کیونکہ میت کے گھر والوں کی کہی ہوئی بات پر آمین کہی جاتی ہے۔“

میت کے بدن کو ڈھانپنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

« أَنَّ النَّبِيَّ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ » ②

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو انہیں ایک دھاری دار چادر کے ساتھ

① ابن ماجة، كتاب ماجاء في الجنائز: باب ماجاء في تغميض الميت: ١٤٥٥۔

② بخاری، كتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ٥٨١٤۔

ڈھانپ دیا گیا۔"

تاہم یہ واضح رہے کہ حالت احرام میں فوت ہونے والے شخص کا سر اور چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ①

تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَ إِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ » ②

"جنازہ لے جانے میں جلدی کرو کیونکہ اگر نیک روح ہے تو اسے خیر کی طرف (جلد) پہنچا دو اور اگر بد ہے تو وہ شر ہے اس کا بوجھ اپنے کندھوں سے (جلد) اتار دو۔"

میت کا قرض ادا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ » ③

---

① بخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی ثوبین: ۱۲٦٥۔

② بخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة: ۱۳۱٥۔ مسلم: ۹٤٤۔

③ ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب التشدید فی الدین: ۲٤۱۳۔

''مومن کی روح قرض کے ساتھ اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا نہ کر دیا جائے۔''

چند ضروری احتیاطیں:

میت کے منہ کو کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ باندھ دینا چاہیے۔ وفات کے بعد میت کے تمام جوڑوں کو سیدھا کر دینا چاہیے تا کہ سخت ہو کر اسی حال میں اکڑ نہ جائیں اور اسے منتقل کرنے غسل دینے اور کفن پہنانے میں آسانی رہے۔

میت کے پیٹ پر کوئی معتدل وزن کی چیز رکھ دینی چاہیے تا کہ پیٹ پھول نہ جائے۔

علاوہ ازیں میت کا بوسہ لینا بھی جائز ہے۔ [1]

اور وفات کی اطلاع دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ جاہلیت کے اعلانِ وفات کے مشابہ نہ ہو۔ [2]

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاته: ٤٤٥٥۔

❷ بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ينعىٰ إلىٰ أهل الميت بنفسه: ١٢٤٥۔

غسل میت کے احکام اور طریقۂ کار

میت کو غسل دینا واجب ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا، جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ وَ كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ » ①

"اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور دو کپڑوں میں (جو حالت احرام میں اس نے پہن رکھے تھے) میں کفن پہناؤ۔"

اس حدیث میں چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہونے والے کو غسل دینے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اس حکم سے پتا چلتا ہے کہ میت کو غسل دینا فرض ہے۔ لیکن اتنا یاد رہے کہ یہ حکم فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ افراد یہ کام سر انجام دے لیں تو

① بخاری، کتاب جزاء الصید، باب المحرم یموت بعرفة و لم یامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یؤدی عنه بقیة الحج: ۱۸۴۹۔

باقیوں سے گناہ ساقط ہو جائے گا۔

میت کو غسل دینے کی فضیلت:

حدیث نبوی ہے کہ:

« مَنْ غَسَّلَ مُسْلِمًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ لَهُ اللّٰهُ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً وَ مَنْ حَضَرَ لَهُ فَاَجَنَّهُ اَجْرٰى عَلَيْهِ كَاَجْرِ مَسْكَنٍ اَسْكَنَهُ اِيَّاهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ كَفَّنَهُ كَسَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سُنْدُسٍ وَ اِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ » ①

''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اسے چھپائے رکھا اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی بخشش فرمائیں گے، جس نے اس کی قبر تیار کی اور اس میں دفنایا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار فرما دیں گے اور جس نے اسے کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کا ریشمی لباس پہنائیں گے۔''

معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینا بڑی فضیلت والا عمل ہے بشرطیکہ غسل دینے والا رضائے الٰہی کے حصول کے علاوہ کسی اور مقصد سے غسل نہ دے اور میت کی راز کی

---

① حاکم: ۱/۳۵٤۔ بیہقی: ۳/۳۹۵۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (أحکام الجنائز: ص،٦٩)

باتوں کو پردہ میں رکھے تو تبھی اس اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

میت کو کون غسل دے؟

❶ میت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو اس کا وصی ہے یعنی جس کے لیے میت نے وصیت کی ہے کہ وہ اسے غسل دے۔

❷ پھر اس کا والد یا دادا وغیرہ، اسی طرح اس کا بیٹا یا پوتا وغیرہ غسل دینے کے زیادہ مستحق ہیں۔

❸ پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ قریبی ہے وہ غسل دینے کا زیادہ مستحق ہے لیکن غسل دینے والے کا چناؤ کرتے وقت اتنا ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے کہ وہ شخص انتہائی ثقہ، معتبر اور امانت دار ہو۔ عورت کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

❹ واضح رہے کہ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں ہی غسل دیں دور صحابہ میں مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں ہی غسل دیا کرتی تھیں۔ ①

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں:

❀ رسول اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ:

«لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ» ②

---

❶ السیل الجرار: ۱/۳٤٤۔

❷ احمد: ٦/۲۲۸، برقم: ۲٥۹۰۸۔

''اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئیں تو تمہیں میں غسل دوں گا۔''

❀ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا مجھے تاخیر سے علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔''①

❀ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہ وصیت کی تھی کہ انہیں ان کی بیوی غسل دے۔②

چند ضروری مسائل:

① سات سال سے کم عمر بچے کو مرد اور عورت دونوں غسل دے سکتے ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ بچہ مذکر ہے یا مونث کیونکہ ابھی اس کے ستر کا کوئی حکم نہیں۔

② اگر کوئی مرد فوت ہو جائے اور اس کے قریب صرف غیر محرم خواتین ہی ہوں یا کوئی عورت فوت ہو جائے اور اس کے قریب صرف غیر محرم مرد ہی ہوں تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ تیمّم کرا دیا جائے گا اور تیمّم یہ ہے کہ حاضرین میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارے پھر ان دونوں کو میت کے چہرے اور ہتھیلیوں پر مل دے۔

③ مسلمان کے لیے حرام ہے کہ کسی کافر کو غسل دے یا اسے کفن پہنائے کیونکہ ارشاد

---

❶ ابو داود، كتاب الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله: ٣١٤١۔

❷ مصنف عبدالرزاق: ٦١١٧

باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا ﴿٨٤﴾ (التوبة: ٨٤)

''ان (منافقوں) میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کے جنازے پر ہرگز نماز نہ پڑھیں۔''

لہٰذا جب ان کے جنازوں پر نماز پڑھنا ممنوع ہے جو سب سے بڑی چیز ہے تو دیگر افعال بالأولی ممنوع ہیں۔

غسل کا طریقہ:

سب سے پہلے ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے میت کو غسل دینے کے متعلق کچھ احکام ارشاد فرمائے ہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِذَا رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ قَالَتْ قُلْتُ وِتْرًا؟ قَالَ نَعَمْ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنَ الْكَافُوْرِ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ »

''اسے تین، پانچ، سات یا اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے ساتھ غسل دیں، میں نے پوچھا کیا غسل کی تعداد طاق ہو

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور آخری مرتبہ اس میں کافور ڈال لو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔'' پھر جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں اور آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: ''یہ چادر اسے بطور کفن پہنا دو۔'' حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کی تین مینڈھیاں بنائیں ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ''میں نے ان کے بال کھول کر غسل دیا پھر تین مینڈھیاں بنائیں دو دائیں اور بائیں جانب اور ایک پیشانی کی جانب سے اور ہم نے انہیں پیچھے ڈال دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' دائیں جانب سے غسل شروع کرو اور وضو کی جگہوں سے ابتدا کرو۔''[1]

درج بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل دینے والے کو حسب ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیے:

1. تین مرتبہ یا حسب ضرورت اس سے زیادہ مرتبہ غسل دے۔
2. طاق تعداد میں غسل دے۔
3. غسل کے کچھ پانی میں بیری کے پتے ڈال لیے جائیں یا نظافت میں اس

---

1. بخاری ، کتاب الجنائز : باب غسل المیت و وضوئه بماء وسدر: ۱۲۵۳۔ مسلم :۹۳۹۔ ابوداؤد :۳۱۴۲۔ ترمذی :۹۹۰۔ ابن ماجۃ :۱۴۵۸۔ احمد :۸۴/۵۔۸۵۔ ابن الجارود :۲۵۹،۲۵۸۔ أحکام الجنائز للالبانی :ص/۴۵۔

کے قائم مقام صابن وغیرہ استعمال کرلیا جائے۔

4 آخری مرتبہ غسل دیتے وقت کوئی خوشبو وغیرہ پانی میں ڈال لی جائے۔کافور زیادہ بہتر ہے۔

5 عورت کے بالوں کوکھول کر اچھی طرح دھویا جائے۔

6 میت کے بالوں میں کنگھی کی جائے۔

7 عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر انہیں اس کے پیچھے ڈال دیا جائے۔

8 دائیں اطراف سے غسل شروع کیا جائے اور اعضائے وضو کو مقدم کیا جائے۔

9 استثنائی صورتوں کے علاوہ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔

طریقہ غسل کی کچھ تفصیل:

غسل دینے والے کو چاہیے کہ غسل سے پہلے:

- اپنے کپڑوں کے اوپر کوئی چادر وغیرہ باندھ لے تاکہ غسل کے دوران ناپاک چھینٹوں سے محفوظ رہ سکے۔
- اپنے منہ اور ناک پر کوئی کپڑا یا ماسک وغیرہ چڑھا لے تاکہ بدبو سے بچ جائے۔
- اپنے ہاتھوں پر دستانے پہن لے تاکہ اس کے ہاتھ میت کے بدن کو نہ لگ سکیں اور گندگی و میل کچیل سے بھی محفوظ رہیں۔

❀ اگر پاؤں کی حفاظت کے لیے کچھ میسر ہو تو پہن لے تا کہ پاؤں بھی ناپاک قطروں سے محفوظ رہیں۔

❀ پانی کے متعلق کچھ تفصیل یہ ہے کہ میت کے بدن کے مطابق کسی برتن میں پانی ڈال لینا چاہیے پھر یہ اندازہ لگا کر کہ یہ پانی کتنے لیٹر ہو سکتا ہے؟ اس کے مطابق بیری کے پتے منگوا لینے چاہییں۔ بیری کے پتوں کے استعمال کا طریقہ یہ ہوگا کہ پانی گرم کرتے ہوئے اس میں یہ پتے ڈال دیے جائیں گے تا کہ ان کا اثر پانی میں چلا جائے لیکن اگر بیری کے پتوں کا محلول ڈال لیا جائے تو یقیناً اس میں زیادہ سہولت ہے۔

❀ پانی میں کافور کی مقدار جاننے کے لیے اتنا یاد رکھ لیں کہ جتنے لیٹر پانی ہوگا اس سے نصف کافور کی ٹکیاں پانی میں ڈالنی چاہیے۔ مثلاً اگر چار لیٹر پانی ہے تو دو کافور کی ٹکیاں اور اگر آٹھ لیٹر پانی ہے تو چار کافور کی ٹکیاں ڈالیں۔ اگر کافور سخت ہونے کی وجہ سے ازخود حل نہ ہو رہا ہو تو اسے کوٹ کر باریک کر لیں اور پھر پانی میں ملائیں۔

❀ میت کو غسل دینے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے لوگوں کی نظروں سے چھپالیا جائے، پھر اس کے کپڑے اتارے جائیں اور کسی تولیے وغیرہ کے ذریعے اس کا ستر ڈھانپ دیا جائے۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورتوں کے درمیان عورت کا ستر بھی، ناف سے گھٹنوں تک ہے۔

❀ پھر میت کا سر اس قدر اٹھایا جائے کہ وہ بیٹھنے کی حالت کے قریب ہو جائے۔ پھر اس کے پیٹ کو نرمی سے دبایا جائے تا کہ اس سے گندگی خارج ہو جائے اور پھر خاصی مقدار میں پانی بہایا جائے تا کہ خارج شدہ گندگی دور ہو جائے۔

❀ اگر ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو کاٹ دینے چاہئیں اور اگر بغلوں کے بال اکھاڑنے کے قابل ہوں تو اکھاڑ دیں ورنہ استرے سے صاف کر دیں۔ اسی طرح اگر مونچھیں زیادہ طویل ہوں تو انہیں بھی پست کر دیں۔

❀ اگر میت کے بدن پر اس قدر میل کچیل ہو جسے بیری کے پتوں سے صاف کرنا ممکن نہ ہو تو اسے صابن، شیمپو اور ڈیٹول وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے۔ ان سب چیزوں کا ایک محلول تیار کر کے روئی کے ذریعے میت کے جسم کو صاف کرنا چاہیے۔

❀ غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر کوئی کپڑا لپیٹ لے یا دستانے پہن لے اور

پھر ان کے ساتھ میت کی شرمگاہ کو دیکھے اور چھوئے بغیر دھوئے، اگر میت کی عمر سات سال یا اس سے زیادہ ہو، پھر بسم اللہ پڑھ کے اسے نماز کے وضو کی مانند وضو کرائے کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والی خواتین کو حکم دیا تھا کہ: ''اس کے داہنے اعضا اور وضو کی جگہوں سے ابتدا کرو۔'' لیکن پانی کو اس کی ناک اور منہ میں داخل نہیں کیا جائے گا بلکہ غسل دینے والا اپنی دو انگلیوں پر گیلا کپڑا لپیٹ کر میت کے دونوں ہونٹوں کے درمیان داخل کرے گا اور اس کے دانتوں کو ملے گا۔ اس طرح اس کے (ناک کے) دونوں نتھنوں میں انگلیاں داخل کر کے انہیں صاف کرے گا۔ پھر یہ مستحب ہے کہ بیری کے پتوں کی جھاگ کے ذریعے میت کا سر اور اس کی داڑھی کو دھویا جائے اور باقی بیری کے پتوں سے مکمل جسم۔

❀ غسل دینے والا پہلے چھاتی کی طرف سے اور پھر پیٹھ کی طرف سے میت کی دائیں جانب اور پھر اسی طرح اس کی بائیں جانب دھوئے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''داہنے اعضا سے غسل شروع کرو'' پھر یہی عمل دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ دہرائے کیونکہ آپ ﷺ نے گزشتہ حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اسے تین مرتبہ غسل دو'' ہر مرتبہ غسل دینے والا شخص اپنا ہاتھ میت کے پیٹ پر سے گزارے اگر اس سے کوئی گندگی خارج ہو تو اسے صاف کر دے۔

- ❀ غسل دینے والا اگر ضرورت محسوس کرے تو تین مرتبہ سے زیادہ بھی غسل دے سکتا ہے خواہ وہ سات مرتبہ سے بھی تجاوز کر جائے لیکن یادر ہے کہ تعداد طاق ہی رہنی چاہیے۔
- ❀ میت کو آخری مرتبہ کافور والے پانی سے غسل دینا چاہیے۔ کافور ایک معروف ٹھنڈی خوشبو ہے جو جسم کو سخت اور ٹھنڈا کر دیتی ہے اور کیڑے مکوڑوں کو بھگانے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔
- ❀ میت کو ٹھنڈے پانی سے غسل دینا مستحب ہے کہ اگر غسل دینے والا میت کے جسم پر بہت زیادہ میل کچیل کی وجہ سے گرم پانی کی ضرورت محسوس کرے تو گرم پانی سے بھی غسل دے سکتا ہے۔ میت کے بدن کو میل اتارنے کے لیے شدت کے ساتھ کھرچنا نہیں چاہیے تاکہ جلد کٹنے سے محفوظ رہے نیز غسل دینے والے کو چاہیے کہ میت کے دانتوں کو مسواک وغیرہ کے ساتھ صاف کر دے۔
- ❀ غسل دینے کے بعد میت کے جسم کو تولیے وغیرہ سے صاف کر لینا چاہیے۔
- ❀ اگر سات مرتبہ غسل دینے کے بعد میت سے کوئی گندگی مثلاً پیشاب، پاخانہ وغیرہ خارج ہو تو اسے صاف کر کے شرمگاہ میں روئی بھر دی جائے اور اوپر ٹیپ چپکا کر اسے وضو کرا دینا چاہیے۔ البتہ اگر اسے کفن دینے کے بعد کوئی گندگی خارج ہو تو اسے دوبارہ غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس میں مشقت ہے۔

غسل کے متعلق چند ضروری مسائل:

❶ اگر کوئی شخص دوران حج یا عمرہ حالت احرام میں فوت ہو جائے تو اسے بھی پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیا جائے گا جیسا کہ ابھی پیچھے بیان کیا گیا ہے لیکن اسے نہ تو خوشبو لگائی جائے گی اور نہ اس کا سر ڈھانپا جائے گا کیونکہ دوران حج حالت احرام میں فوت ہونے والے شخص کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

«لَا تُحَنِّطُوهُ» ''اسے خوشبو مت لگاؤ۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

« لَاتُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا » ①

''اس کا سر نہ ڈھانپو کیونکہ روز قیامت اسے تلبیہ کہتے ہوئے ہی اٹھایا جائے گا۔''

❷ معرکے میں شہید ہونے والے شخص کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ اسے انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے گا جن میں وہ فوت ہوا البتہ اسلحہ اور چمڑا وغیرہ اتار لینا چاہیے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے مقتولین کے متعلق فرمایا:

« اِدْفِنُوهُمْ فِيْ دِمَاءِ هِمْ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ وَ لَمْ يُغَسِّلْهُمْ » ②

''انہیں ان کے خونوں ہی میں دفن کرو (یعنی جنگ احد کے دن) اور

❶ بخاری ، كتاب الجنائز: باب الكفن فی ثوبين :١٢٦٥، ١٨٥٠، ١٨٥١

❷ بخاری ، كتاب الجنائز: باب من لم ير غسل الشهداء :١٣٤٦

آپ ﷺ نے انہیں غسل نہیں دلوایا۔''

❸ ناتمام بچے کو بھی غسل دیا جاسکتا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جاسکتی ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« وَالسِّقْطُ يُصَلَّىٰ عَلَيْهِ » ①

''ناتمام بچے کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔''

لیکن اس کے لیے ناتمام بچے کا چار ماہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ تم میں سے ایک اپنی والدہ کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی حالت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے دن تک جما ہوا خون بنا رہتا ہے، پھر اتنے دن گوشت کا ٹکڑا بنا رہتا ہے اور پھر اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے۔ ②

یعنی چار ماہ بعد روح پھونکی جاتی ہے اور اس سے پہلے وہ محض گوشت کا ایک ٹکڑا ہی ہوتا ہے لہٰذا اسے کسی بھی جگہ بغیر غسل و نماز کے دفن کیا جاسکتا ہے۔

❹ جسے کسی وجہ سے غسل دینا مشکل ہو مثلاً پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا میت کے

---

❶ ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب المشی أمام الجنازة: ٣١٨٠ وحدت الصلاة علی الطفل، ص: ٢١٥۔

❷ مسلم، کتاب القدر: باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن أمه: ٢٦٤٣

ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی وجہ سے، یا اس کے جل جانے کی وجہ سے تو اسے تیمّم کرا دیا جائے گا یعنی حاضرین میں سے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارے گا اور میت کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مل دے گا۔

5. غسل دینے والے کو چاہیے کہ اگر وہ میت کے جسم پر کوئی نا قابل تحسین چیز دیکھے تو اسے چھپائے رکھے۔ مثلاً میت کے چہرے میں بے رونقی یا اس کے جسم میں بدصورتی کے اثرات وغیرہ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

« مَنْ غَسَّلَ مُسْلِمًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَاللّٰهُ لَهُ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً » [1]

''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے (عیوب پر) پردہ ڈالے رکھا تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ مغفرت عنایت فرمائے گا۔''

6. میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا اور میت کو اٹھانے والے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ وَ مَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ » [2]

''جو میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔''

---

1. حاکم: ۱/۳۵٤۔
2. ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت: ۳۱٦۱۔ احمد: ۲/۲۸۰۔

7 اگر میت کے منہ میں سونے یا چاندی کے دانت مضبوطی سے جڑے ہوئے ہوں تو انہیں نکالنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر وہ دانت با آسانی نکل آتے ہیں تو انہیں نکال لینا ہی بہتر ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[1]

1 فتاوی إسلامیة : ۲/۲۵

کفن کے احکام اور پہنانے کا طریقہ کار

کفن پہنانے کا حکم:

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ میت کو کفن پہنانا واجب ہے جیسا کہ ایک حدیث میں نبی ﷺ کی طرف سے یہ حکم بھی موجود ہے:

« وَكَفِّنُوهُ » ①

''مرنے والے کو کفن پہناؤ۔''

کفن کا بندوبست میت کے ترکہ سے کیا جائے:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ سوائے ایک چادر کے ان کی کوئی ایسی چیز نہ ملی جس میں انہیں کفن دیا جاتا۔ (انہیں ان کی اسی چادر میں کفن دیا گیا)۔ ②

---

① بخاری، کتاب الحج: باب ما ینھی من الطیب للمحرم: ١٨٤٩۔

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ احد: ٤٠٤٥۔

کفن کا کپڑا وسیع اور کشادہ ہونا چاہیے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور دوران خطبہ اپنے اس صحابی کا ذکر کیا جو فوت ہوا تو اسے غیر کشادہ کپڑے ہی میں کفن دے کر رات کو قبر میں اتار دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو آدمی دفن کرنے سے ڈانٹا حتی کہ اس کی نماز جنازہ ادا کر لی جائے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو (رات کو بھی دفن کیا جا سکتا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ » ①

”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو عمدہ اور بہترین کفن دے (اگر وہ اس کی طاقت رکھتا ہو)۔“

کفن بہت زیادہ قیمتی نہ ہو:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو (جو پرانا اور داغدار تھا) دھو کر اس کے ساتھ دو اور کپڑے ملانا اور مجھے ان میں کفن دے دینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تو پرانا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

« اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ » ②

---

① مسلم کتاب الجنائز: باب فی تحسین کفن المیت: ٩٤٣۔ احمد: ٣/٢٩٥۔ ابن الجارود: ٢٦٨

② بخاری، کتاب الجنائز: باب موت یوم الأثنین: ١٣٨٧

''بلاشبہ نئے کپڑے کا میت سے زیادہ زندہ آدمی حقدار ہے۔''

بہتر ہے کفن کا کپڑا سفید رنگ کا ہو:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا خَيْرُ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ » ①

''اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس زیب تن کیا کرو یہ تمہارے کپڑوں میں بہترین ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی (رنگ) میں کفن دو۔''

تین چادروں میں کفن دینا چاہیے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

« اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهِنَّ قَمِيْصٌ وَ لَا عِمَامَةٌ » ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولیہ کے بنے ہوئے سوتی سفید رنگ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔''

---

❶ ابوداود، کتاب الطب: باب فی بالکحل: ٣٨٧٨۔

❷ بخاری، کتاب الجنائز: باب الثیاب البیض للکفن: ١٢٦٤۔

کفن پہنانے کا طریقہ:

- تین سفید چادروں کو خوشبو لگا کر ایک دوسرے کے اوپر بچھا دیں اور مردوں کی خاص خوشبو ''حنوط'' اوپر والی چادر کے درمیان لگا دیں۔ پھر اس پر میت کو پشت کے بل چیت لٹا دیں اور دونوں شرمگاہوں کے درمیان خوشبو لگی روئی رکھ دیں تا کہ اس سے ناپسندیدہ بدبو نہ نکل سکے۔
- میت کی دونوں شرمگاہوں پر ایسا کپڑا گھما کر باندھنا بھی مستحب ہے جس پر روئی رکھی ہو اور وہ میت کے ستر کو ڈھانپ لے۔
- میت کی دونوں آنکھوں، نتھنوں اور دونوں ہونٹوں پر، دونوں کانوں پر اور اعضائے سجدہ پر خوشبو لگانا بہتر ہے اور اگر اس کے تمام بدن پر خوشبو لگا دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم یہ عمل بھی کر لیا کرتے تھے۔ پھر اوپر والی چادر کو ایک طرف سے میت کے دائیں پہلو پر ڈال دیں اور اسے دوسری طرف سے بائیں پہلو پر ڈال دیں۔ پھر دوسری اور تیسری چادر کے ساتھ بھی اسی طرح کریں۔ پھر اس تولیے کو کھینچ لیں جس سے میت کی شرمگاہ کو ابتدا میں ڈھانپا ہوا تھا۔ پھر میت کے بدن پر سات گرہیں لگا دیں۔ سر اور قدموں کی جانب سے نکلا ہوا زائد کپڑا بھی موڑ دیں اور اس پر دونوں طرف گرہیں لگا دیں اور قبر میں داخل کرنے کے بعد یہ گرہیں کھول دیں۔ اگر سات سے کم گرہیں لگائی جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل مقصود

کفن کو باندھنا اور قائم رکھنا ہے اور اگر یہ چیز سات گرہوں سے کم کے ذریعے حاصل ہو جائے تو وہ بھی درست ہے۔

- ایک کپڑے اور تہبند میں بھی میت کو کفن دینا جائز ہے لیکن افضل وہی ہے جو پیچھے بیان کر دیا گیا۔
- اگر کفن کا کپڑا کم ہو تو میت کا سر ڈھانپ کر باقی جسم کا حصہ چھپا لینا چاہیے اور جتنے حصے پر کفن کا کپڑا نہ پہنچے وہاں کوئی گھاس وغیرہ ڈال دینی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن شہید ہوئے تو انھوں نے سوائے ایک چادر کے کچھ نہ چھوڑا تھا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں:

(كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَ إِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ)

”ہم جب اس چادر کے ذریعے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے قدم ننگے ہو جاتے اور جب قدم ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔“

اس صورتحال کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم ارشاد فرمایا کہ:

«غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ» [1]

”چادر کے ذریعے ان کا سر ڈھانپ دو اور قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو۔“

- اگر میتیں زیادہ اور کفن کم ہوں تو ایک کفن میں ایک سے زیادہ میتیں بھی دفن کی

---

[1] بخاری، کتاب المغازی: باب غزوہ أحد: ٤٠٤٧۔

جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ:

« وَكَثُرَتِ الْقَتْلٰى وَ قَلَّتِ الثِّيَابُ وَ قَالَ وَكَانَ يَجْمَعُ الثَّلَاثَةَ وَ الِاثْنَيْنِ فِىْ قَبْرٍ وَاحِدٍ وَ يَسْأَلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا فَيُقَدِّمُ فِى اللَّحْدِ وَكَفَّنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ » ①

''(جنگ احد کے روز) مقتولین کی تعداد بڑھ گئی اور کپڑے کم پڑ گئے۔ (راوی نے مزید بیان کیا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین اور دو آدمیوں کو ایک ہی قبر میں اکٹھے دفنا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کرتے کہ ان میں سے کسے زیادہ قرآن یاد ہے؟ پھر اسے لحد میں آگے کر دیا جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اور تین آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن بھی دیا۔''

- شہید کے وہ کپڑے جن میں اسے قتل کیا گیا ہے، اتارے نہیں جائیں گے بلکہ اسے انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے مقتولین کے متعلق یہ حکم دیا تھا کہ:

« زَمِّلُوهُمْ فِىْ ثِيَابِهِمْ » ②

---

❶ حاکم: ۱/۳۶۵، ۳۶۶۔ احمد: ۳/۱۲۸۔ طبرانی کبیر: ۱/۷۔ الحلیۃ لأبی نعیم: ۹/۲۶۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن درجہ کی قرار دیا ہے۔ (أحکام الجنائز: ص/۸۰)

❷ احمد: ۵/۴۳۱۔

''انہیں ان کے کپڑوں ہی میں لپیٹ دو۔''

✿ درج بالا تمام مسائل میں عورت بھی مرد ہی کی مانند ہے کیونکہ ان دونوں میں تفریق کی کوئی خاص دلیل موجود نہیں۔

جس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا گیا وہ سنن أبی داود میں ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ ''لیلیٰ بنت قائف ثقفیہ کہتی ہیں کہ:

''میں بھی ان خواتین میں موجود تھی جنہوں نے نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا۔''

« فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ اللّٰهِ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ » ①

''سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (اپنا) تہبند دیا پھر قمیص، پھر اوڑھنی، پھر اوپر کی چادر اور پھر انہیں بعد میں آخری کپڑے میں رکھ دیا گیا۔''

بظاہر اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا چاہیے لیکن یہ مسئلہ اس لیے صحیح نہیں کہ درج بالا روایت ضعیف ہونے کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔

اس کی سند میں نوح ابن حکیم الثقفی راوی مجہول ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مجہول قرار دیا ہے اور اس میں ایک دوسری علت بھی ہے جسے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے

① ابو داود کتاب الجنائز: باب فی کفن المراءة : ٣١٥٧ ـ احمد :٦/ ٣٨٠۔

بیان کیا ہے۔ نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ①

علاوہ ازیں جس روایت میں یہ لفظ ہیں کہ:

« فَكَفَّنَّاهَا فِيْ خَمْسَةِ أَثْوَابٍ » ②

''ہم نے انہیں (ام کلثوم بنت محمد ﷺ کو) پانچ کپڑوں میں کفن دیا'' وہ بھی شاذ یا منکر ہونے کی بنا پر ناقابل حجت ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے مسنون یہی ہے کہ انہیں تین کپڑوں ہی میں کفن دیا جائے۔

❶ تقريب التهذيب : ٧٢٥٣ـ نصب الراية : ٢/٢٥٨ـ إرواء الغليل :٧٢٣ـ

❷ السلسلة الضعيفة :٥٨٤٤ـ

باب سوم

نماز جنازہ کے مسائل

نمازِ جنازہ کا حکم:

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ مسلمان یہ فریضہ ادا کرلیں تو باقی تمام مسلمانوں سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص مقروض فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے خودتو اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے احتراز کیا لیکن لوگوں کوحکم دیا کہ:

«صَلُّوا عَلَىٰ صَاحِبِكُمْ» ①

''اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرلو۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان میت کی نماز جنازہ ادا کرنا فرض کفایہ ہے۔ ②

سعودی مجلس افتانے یہ فتویٰ دیا ہے کہ مسلمانوں کے فوت شدگان کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہے۔ ③

---

❶ بخاری، کتاب النفقات: باب قول النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "من ترك كلا أو ضياعا فإلى": ٥٣٧١۔

❷ أحكام الجنائز : ص/١٠٣ ۔

❸ فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث والإفتاء : ٣٨٢/٨۔

نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَ مَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَ مَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ » ①

''جس نے جنازے میں شرکت کی حتی کہ نماز جنازہ ادا کر لی تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن کرنے تک ساتھ رہا اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ دریافت کیا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو عظیم پہاڑوں کی مثل۔''

نماز جنازہ کا طریقہ:

- مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام مرد کے سر کے قریب اور عورت کی میت کے درمیان میں کھڑا ہو اور اگر جنازے زیادہ ہوں تب بھی اسی ترتیب سے رکھے جائیں۔

حضرت ابو غالب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی کی نماز جنازہ ادا کی۔ [فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ] ''تو آپ اس

① بخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتی تدفن: ۱۳۲۵۔

کے سر کے قریب کھڑے ہوئے۔'' پھر لوگ ایک قریشی عورت کا جنازہ لائے اور انھوں نے کہا: ''اے ابوحمزہ! اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجیے۔'' [فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيْرِ] ''تو آپ اس کی چارپائی کے درمیان میں کھڑے ہوئے'' علاء بن زیاد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: [هٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَ مِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنْهُ؟] ''کیا مرد اور عورت کے جنازے پر آپ نے اسی طرح رسول اللہ کو صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوتے دیکھا ہے؟ جیسے آپ خود کھڑے ہوئے ہیں؟'' تو انھوں نے جواب میں کہا: [نَعَمْ] ''ہاں!'' ①

- نماز جنازہ کے لیے چار تکبیریں کہی جائیں گی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: [أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا] ② ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور: [فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ] ③ ''چار تکبیریں کہیں۔'' تاہم بعض روایات میں پانچ تکبیرات کا بھی ذکر ہے۔ ④

---

① ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء أین یقوم الإمام من الرجل والمرأة: ١٠٣٤۔
② بیهقی : ٤/ ٣٥۔
③ ابو داود، کتاب الجنائز، باب این یقوم الامام من المیت اذا صلی علیه :٣١٩٤۔
④ مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر : ٩٥٧۔

- پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔[1] لیکن باقی تکبیروں میں رفع الیدین کرنا ثابت نہیں۔ البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تھا کہ وہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔[2]
- پہلی تکبیر کے بعد (أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) پھر « بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» اور پھر سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔[3] سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کی کوئی سورت پڑھ لینی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھر کوئی سورت پڑھ لی اور فارغ ہو کر کہا یہ سنت اور برحق ہے۔[4]
- دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے اور درود سے مراد درود ابراہیمی ہے جو آخری تشہد میں ''التحیات'' کے بعد پڑھا جاتا ہے۔
- تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا مانگی جائے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میت کی نماز جنازہ ادا کرو تو اس کے لیے خالص ہو کر دعا کرو۔''[5]

---

1. بیهقی : ٢٨٤۔
2. بخاری، كتاب الجنائز، باب سنة الصلاة على الجنائز، قبل الحديث/١٣٢٢۔
3. بخاری، كتاب الجنائز، باب قراء ة فاتحة الكتاب على الجنازة : ١٣٣٥۔
4. نسائي، كتاب الجنائز، باب قراء ة فاتحة الكتاب على الجنازة : ١٩٧٨۔
5. ابو داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت : ٣١٩٩۔

تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی مسنون دعاؤں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱: « اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَ عَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَ اَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ » [1]

”اے اللہ! اس میت کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے آرام دے اور معاف فرما! اس کی بہترین مہمان نوازی فرما، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ فرما، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کرتا ہے۔ اس کو دنیا کے گھر سے بہتر گھر، دنیا کے اہل سے بہتر اہل اور دنیا کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، اسے جنت میں داخل فرما دے اور اسے عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے پناہ عطا فرما دے۔“

۲: « اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ اَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ عَلَانِيَتِهَا جِئْنَا

[1] مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ : ۹۶۳۔

شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا » ①

''اے اللہ! تو ہی اس میت کا رب ہے، تو نے ہی اسے پیدا فرمایا، تو نے ہی اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ تو نے ہی اس کی روح کو قبض کیا، تو اس کے ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے، لہٰذا اسے معاف فرما۔''

۳: « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِيْمَانِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَ لَاتُضِلَّنَا بَعْدَهُ » ②

''اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے زندہ اور فوت شدہ کو، ہمارے حاضر اور غائب کو، ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مذکر اور مونث کو، اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور نہ اس کے بعد گمراہ ہی کرنا۔''

٤: « اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ

---

❶ ابو داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت : ۳۲۰۰۔

❷ ابو داود، کتاب الجنائز: باب الدعاء للمیت : ۳۲۰۱۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہُ »[1]

"اے اللہ! یقیناً یہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو اسے سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں مبتلا نہ کرنا۔"

- چوتھی تکبیر کے بعد دونوں جانب سلام پھیر دینا چاہیے جیسے نماز میں سلام پھیرا جاتا ہے۔[2] تاہم ایک سلام پر اکتفا کرنا بھی درست ہے۔
- نماز جنازہ کی جماعت بھی اس طرح ضروری ہے جیسے دیگر فرض نمازوں کی۔
- نماز جنازہ سے پہلے اذان اور اقامت کہنا ثابت نہیں۔
- نماز جنازہ پڑھنے کے فوراً بعد اجتماعی دعا مانگنا بھی سنت سے ثابت نہیں۔

---

1. ابوداود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت : ۳۲۰۰۔
2. ابوداود، کتاب الجنائز: باب الدعاء للمیت : ۳۲۰۱۔

باب چہارم

تدفین اور قبرستان کے مسائل

میت کو قبرستان کی طرف جلدی لے جانا چاہیے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَ إِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ » ①

”جنازہ لے جانے میں جلدی کرو کیونکہ اگر مرنے والا نیک ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب کر رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا (برا) ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔“

جنازے کے آگے پیچھے چلنا:

جنازے کے آگے اور پیچھے دونوں طرف چلنا جائز اور درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

« اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ

① بخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة : ۱۳۱۵۔

كَانُوا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَ خَلْفَهَا » ①

''رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے اور پیچھے (دونوں طرف) چل لیا کرتے تھے۔''

جنازے کے پیچھے چلنا افضل اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے کی اتباع کا حکم دیا ہے اور اتباع کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے پیچھے پیچھے چلا جائے۔

جنازہ لے جاتے ہوئے با آواز بلند ذکر کرنا:

جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ بعض علما نے تو اسے بدعت قرار دیا ہے۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ:

« كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ يَكْرَهُوْنَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْجَنَائِزِ » ②

''نبی ﷺ کے صحابہ جنازوں کے نزدیک اونچی آواز کو ناپسند فرماتے تھے۔''

قبرستان میں داخلے کی دعا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف روانہ ہوں تو (وہاں پہنچ کر) یہ دعا پڑھیں:

❶ ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنازة : ١٤٨٣۔

❷ بيهقي : ٧٤/٤۔

« اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ » ①

''اے مومن و مسلم گھروں والو! تم پر سلامتی ہو اور یقیناً ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

لحد والی اور سیدھی قبر:

لحد یعنی بغلی قبر اور شق یا ضرح یعنی سیدھی قبر دونوں کا جواز موجود ہے لیکن افضل لحد والی ہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا » ②

''لحد والی قبر ہمارے لیے ہے اور سیدھی قبر دوسروں کے لیے ہے۔''

واضح رہے کہ لحد یعنی بغلی قبر ایسی قبر کو کہتے ہیں جس کا قبلہ رخ گڑھا کھودا جاتا ہے اور پھر میت کو اس میں اتار دیا جاتا ہے اور شق یعنی سیدھی قبر اس قبر کو کہتے ہیں جسے

---

① مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها: ۹۷۵۔

② ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی اللحد: ۳۲۰۸۔ نیز نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے لیے بھی بغلی قبر ھی بنائی گئی تھی۔ (ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجآء فی الشق: ۱۵۵۷)

درمیان سے کھود کر گڑھا نکالا جاتا ہے۔

تدفین کے ممنوع اوقات:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردے دفن کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

« حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَ حِيْنَ تَتَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ » ①

''اول یہ کہ جب آفتاب طلوع ہو رہا ہو تا آنکہ وہ بلند ہو جائے۔ دوم، جب سورج نصف آسمان پر ہو تاوقتیکہ وہ ڈھل جائے اور سوم، جب سورج غروب ہونا شروع ہو۔''

- حسب سہولت میت کو رات یا دن دونوں اوقات میں دفن کرنا جائز ہے تاہم گزشتہ تینوں اوقات بہرحال ممنوع ہیں۔

میت کو قبر میں کیسے داخل کیا جائے؟

میت کو قبر کے قدموں کی جانب سے قبر میں داخل کرنا مسنون ہے پھر باقی جسم کو

① مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها: ٨٣١۔

آہستہ آہستہ قبر میں داخل کرنا چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے قبلہ کی جانب سے داخل کر لیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک میت کو قبر کے پاؤں کی جانب سے داخل کیا اور فرمایا: [هَذَا مِنَ السُّنَّةِ] "یہ مسنون طریقہ ہے۔"①

میت کو قبر میں صرف مرد اتاریں:

اس کا سبب یہ ہے کہ عہد رسالت اور دور صحابہ میں اسی پر عمل تھا۔ صرف مرد ہی اس کام کو صحیح طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر عورتوں کو اس کام کی اجازت دے دی جائے تو ان کے جسم کا کوئی حصہ غیر محرم کے سامنے ظاہر ہونے کا خدشہ ہے جو ناجائز ہے، نیز خواتین میں مردوں کی نسبت صبر بھی کم ہوتا ہے۔

میت کو قبر میں داخل کرنے والا یہ دعا پڑھے:

« بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ »

"اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقہ پر اتارتا ہوں۔"

یا یوں کہے:

« بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه » ②

① ابو داود، کتاب الجنائز: باب کیف یدخل المیت قبره: ۳۲۱۱۔

② ابن ماجه، باب ماجاء في ادخال الميت القبر: ۱۵۵۰۔

"اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ (ﷺ) کی ملت پر۔"

قبر کی اونچائی ایک بالشت ہونی چاہیے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَ سَلَّمَ أُلْحِدَ لَهُ لَحْدٌ وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا وَ رُفِعَ قَبْرُهُ مِنَ الْأَرْضِ نَحْوًا مِّنْ شِبْرٍ » ①

"نبی ﷺ کے لیے لحد والی قبر بنائی گئی، اس پر کچی اینٹیں نصب کی گئیں اور آپ کی قبر زمین سے ایک بالشت کے برابر بلند کی گئی۔"

قبر پر بطور علامت کوئی پتھر وغیرہ نصب کیا جا سکتا ہے:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو نبی ﷺ نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا جب وہ اسے نہ اٹھا سکا تو نبی ﷺ نے پتھر اٹھانے میں خود اس کی مدد کی اور اسے میت کے سر کی جانب رکھا اور فرمایا:

"میں اس کے ذریعے اپنے بھائی کی قبر کو پہچانوں گا اور اپنے گھر والوں میں سے فوت ہونے والوں کو اس کے قریب دفن کروں گا۔" ②

---

❶ ابن حبان: ۲۱۶۰۔ بیہقی: ۴۱۰/۳۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز: ص۱۹۵)

❷ ابو داود، کتاب الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر: ۳۲۰۶۔

قبر پر مٹی ڈالنا:

میت کو قبر میں اتارنے کے بعد حاضرین میں سے ہر مسلمان اس کی قبر پر تین لپ مٹی ڈالے کیونکہ آپ ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

« اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا » ①

''رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پھر میت کی قبر کے پاس آئے اور اس پر اس کے سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔''

قبر کو کوہان نما بنانا چاہیے:

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

« أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ مُسَنَّمًا » ②

''انھوں نے نبی ﷺ کی قبر دیکھی جو کوہان نما بنی ہوئی تھی۔''

شیخ البانی نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ قبر کو کوہان نما بنانا مسنون ہے۔ ③

---

❶ ابن ماجه ، كتاب الجنائز، باب ماجآء في حثو التراب في القبر : ١٥٦٥۔

❷ بخاری، كتاب الجنائز، باب ماجآء في قبر النبي وأبي بكر و عمر: ١٣٩٠۔

❸ أحكام الجنائز: ص١٩٦۔

دفن کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَ مَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَ مَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ » ①

''جس نے جنازے میں شرکت کی یہاں تک کہ نماز جنازہ ادا کر لی تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن کرنے تک ساتھ رہا اسے دو قیراط ثواب ملے گا کسی نے پوچھا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دو عظیم پہاڑوں کی مثل۔''

تدفین کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا چاہیے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْاَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْاَلُ» ②

---

❶ ابن ماجه ، كتاب الجنائز، باب ماجاء في حثو التراب في القبر : ١٥٦٥۔

❷ بخاری، كتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي وأبي بكر و عمر: ١٣٩٠۔

❸ أحكام الجنائز: ص١٩٦۔

''نبی ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس کھڑے ہو جاتے اور کہتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔''

قبروں پر بیٹھنا ممنوع ہے:

(۱) حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا » ①

''قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔''

(۲) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لِاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ » ②

''اگر تم میں سے کوئی آگ کے دہکتے ہوئے انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر جلد تک پہنچ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔''

قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

① ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی کراھیة القعود علی القبر: ۳۲۲۹۔

② ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی کراھیة القعود علی الجنائز: ۳۲۲۸۔

« بَيْنَمَا اَنَا اُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ......
...... ثُمَّ حَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَظْرَةٌ فَاِذَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِي الْقُبُوْرِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! وَيْحَكَ اَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَعَهُمَا فَرَمٰى بِهِمَا » ①

''ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے...... آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی قبرستان میں جوتوں سمیت چل رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوتوں والے! اپنے جوتے اتار دے۔ جب اس نے دیکھا تو نبی ﷺ کو پہچان لیا اور اپنے جوتے اتار دیے۔''

تاہم اتنا یاد رہے کہ اگر جوتا گم ہونے کا اندیشہ ہو یا قبرستان میں صفائی کا اہتمام نہ ہو بلکہ کانٹے یا گندگی وغیرہ ہو تو جوتا پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (واللہ اعلم)

قبروں پر ممنوع افعال:

قبر کو پختہ بنانا، اس پر بیٹھنا، اس پر عمارت بنانا اس پر لکھنا یا اس کی پہلی مٹی سے زائد مٹی ڈالنا جائز نہیں۔

① ابو داود، کتاب الجنائز: باب المشی بین القبور فی النعل: ۳۲۳۰۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

« نَهَىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَ اَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَ اَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ [اَوْ يُزَادُ عَلَيْهِ]،[أَوْ يُكْتَبُ عَلَيْهِ] » ①

''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے، عمارت بنانے، (زائد مٹی ڈالنے یا اس پر لکھنے سے) منع فرمایا ہے۔''

قبروں پر مسجدیں بنانا حرام ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ » ②

''اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا۔''

قبروں پر قرآن کی قراءت جائز نہیں:

کیونکہ کسی صحیح حدیث میں اس کا ذکر موجود نہیں اور ایک حدیث میں یہ لفظ ہیں:

---

① مسلم، کتاب الجنائز: باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه: ۹۷۰۔ حاکم: ۱/ ۳۷۰۔ بیهقی: ٤/ ٤۔ احمد: ۳/ ۲۹۵، ۳۳۲۔ ابو داود: ۳۲۲٦۔

② ابو داود، کتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ۳۲۲۷۔

« لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِیْ يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ » ①

''اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، بلاشبہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ قراءت قرآن قبرستان میں نہیں بلکہ گھروں میں مسنون ہے اور جس روایت میں مذکور ہے کہ: [مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ "یٰس" خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ] ''جس نے قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین کی قراءت کی تو اللہ تعالیٰ ان سے (عذاب میں) تخفیف فرما لیں گے۔'' وہ ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ ②

اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے قبرستان میں سورۂ یٰسین کی قراءت کو بدعات میں شمار کیا ہے۔ ③

❶ احمد: ۲/۲۸٤،۳۳۷۔ بیهقی فی شعب الإیمان: ۲/۲۳۸۱۔

❷ السلسلة الضعيفه: ۱۲٤٦۔

❸ أحكام الجنائز: ص،۳۲۵۔

باب پنجم

تعزیت کے مسائل

تعزیت کرنا مسنون ہے:

تعزیت سے مراد میت کے گھر والوں کو تسلی دینا ہے اور یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کا بیٹا فوت ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کی تعزیت کی، پھر فرمایا:

''اے فلاں! تمہیں کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تم اس بچے کے ذریعے اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاؤ یا کل کو جب جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے پاس آؤ تو اسے وہاں پہلے سے موجود پاؤ اور وہ تمہارے لیے (جنت کا دروازہ) کھولے۔''[1]

واضح رہے کہ تعزیت کے لیے ضروری نہیں کہ انسان میت کے گھر جا کر ہی تعزیت کرے بلکہ گھر سے باہر مسجد، قبرستان، راستے یا کسی بھی جگہ ملاقات کے وقت تعزیت

[1] مسند احمد:۵/۳۵۔ حاکم :۱/۳۸٤۔ شیخ البانی رحمة اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ھے۔ (أحکام الجنائز :ص،۲۰۵)

کی جا سکتی ہے اگر ایسا نہ ہو سکے تو ٹیلی فون پر تعزیت کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیوں کہ اصل مقصود یہ ہے کی میت کی وجہ سے اس کے گھر والوں کو جو صدمہ پہنچا ہے اس میں تخفیفِ الم کا سامان کیا جائے تو وہ جس جگہ بھی ہو جائے درست ہے۔

تعزیت کے بہترین الفاظ:

تعزیت کے لیے سب سے بہترین الفاظ وہ ہیں جو نبی ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کے لیے بیان فرمائے تھے۔ اس نے اپنے بیٹے کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَ لَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَ لْتَحْتَسِبْ » [1]

''بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے پاس مقرر مدت کے ساتھ ہے لہٰذا تم صبر کرو اور اجر کی نیت رکھو۔''

اہل میت کے لیے کھانا بھیجنا چاہیے:

حضرت جعفر بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرَ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ » [1]

---

1. مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت: ۹۲۳۔
2. ابو داود، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت: ۳۱۳۲۔

"جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو یقیناً ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے مشغول رکھے گی۔"

میت کے گھر میں اجتماع کرنا جائز نہیں:

میت کی تدفین کے بعد کسی ایک جگہ پر تعزیت کے لیے اکٹھے ہونا اور پھر اہل میت کا آنے والوں کے لیے کھانا تیار کرنا درست نہیں بلکہ اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ عَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ » [1]

"نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو روز قیامت اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس پر گندھک کا کرتا اور خارش کی قمیص ہوگی۔"

اسی طرح کپڑے پھاڑنا، رخسار پیٹنا یا بال اکھیڑنا وغیرہ جیسے سب کام بھی حرام ہیں کیونکہ حدیث نبوی ہے کہ:

"جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار بلند کرے وہ ہم میں سے نہیں۔" [2]

---

1. مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ: ۹۳۴۔
2. بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منامن شق الجیوب: ۱۲۹۴۔

باب ششم

زیارت قبور کے مسائل

قبروں کی زیارت جائز ہے:

اہل قبور کے لیے دعا کرنے اور عبرت حاصل کرنے کی غرض سے قبروں کی زیارت کرنا مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ» ①

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کرلیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی اور آخرت یاد دلاتی ہیں۔''

لیکن یہ یاد رہے کہ قبروں کی زیارت کرنے والا شخص دوران زیارت کوئی باطل کلام (مثلاً قبر والے سے استغاثہ واستعانۃ وغیرہ) نہ کرے۔ ②

کیا خواتین قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں؟

کبھی کبھار عورتوں کے لیے بھی قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے کیونکہ جس وجہ

---

① ابن ماجه ، كتاب الجنائز: باب ماجاء في زيارة القبور : ١٥٧٠، ١٥٧١۔

② حاكم : ٣٧٦/١۔

سے مردوں کو زیارتِ قبور کی اجازت دی گئی ہے اس میں عورتیں بھی ان کی شریک ہیں یعنی آخرت کی یاددہانی میں۔ حضرت عبداللہ بن أبی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

« اَنَّ عَائِشَةَ اَقْبَلَتْ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَيْنَ اَقْبَلْتِ؟ قَالَتْ مِنْ قَبْرِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهَا اَلَيْسَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ؟ قَالَتْ نَعَمْ ثُمَّ اَمَرَ بِزِيَارَتِهَا » وَ فِىْ رِوَايَةٍ «اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِىْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ»

”ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے واپس آئیں تو میں نے انہیں کہا: ”اے ام المومنین! آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں؟...... انہوں نے کہا: ”عبدالرحمٰن بن أبی بکر کی قبر (کی زیارت) سے۔“...... تو میں نے کہا: ”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا؟“...... انہوں نے کہا: ”ہاں! پھر اس کی زیارت کا حکم دے دیا تھا۔“

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ”کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے رخصت دے دی تھی۔“[1]

[1] ابن ماجه، کتاب الجنائز: باب ماجاء فی زیارة القبور: ۱۵۷۰، ۱۵۷۱۔

علاوہ ازیں جس روایت میں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر مطلق لعنت کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے۔ ①

تاہم اتنا ضرور ہے کہ عورتوں کے لیے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں۔

کافر کی قبر کی زیارت کا حکم:

محض عبرت کی غرض سے کسی کافر کی قبر کی زیارت کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

« زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكىٰ وَ اَبْكىٰ مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِيْ وَ اسْتَاْذَنْتُهُ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ، فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ » ②

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور رو پڑے اور اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو بھی رلا دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے

---

② حاکم: ۳۷٦/۱۔

① حاکم: ۳۷٦/۱: بیهقی: ۷۸/٤۔ التمهید لابن عبدالبر: ۲۳۳/۳۔ شیخ البانی رحمة اللّٰه علیه نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ھے۔ (أحکام الجنائز ص/۲۳۰:)

اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دے دی۔ پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو یقیناً یہ تمہیں موت یاد دلائیں گی۔''

چونکہ نبی ﷺ کی والدہ حالت کفر میں فوت ہوئی تھیں اور نبی ﷺ کو ان کی قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت بھی دے دی لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر کی قبر کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے لیکن اس میں محض عبرت حاصل کرنا مقصود ہونا چاہیے۔اس کافر کے لیے دعا واستغفار کرنا قطعاً جائز نہیں۔

کافر کی قبر کی زیارت کے دوران سلام نہ کہے:

جب کوئی شخص کسی کافر کی قبر کی زیارت کرے تو اسے نہ تو سلام کہے اور نہ اس کے لیے دعائے مغفرت ہی کرے بلکہ اسے جہنم کی بشارت دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے۔حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے گفتگو کرتے ہوئے اسے یہ حکم ارشاد فرمایا کہ:

« حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ كَافِرٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ »

''جہاں کہیں بھی تم کسی کافر کی قبر کے قریب سے گزرو تو اسے (جہنم کی) آگ کی بشارت دو۔''

پھر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا اور وہ کہتا ہے کہ:

« مَامَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ اِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ »

''(پھر) میں جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے اسے آگ کی خوشخبری دی۔''①

قبروں کی طرف سفر کرنے کا حکم:

رخت سفر باندھ کر قبروں کی طرف سفر کرنا جائز نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰى »②

''صرف تین مسجدوں کی طرف رخت سفر باندھا جا سکتا ہے: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

① طبرانی کبیر: ۱/۱۹۱/۱۔ أحکام الجنائز للألبانی: ص/۲۵۱۔ السلسلة الصحیحة: ۱۸۔

② بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة باب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: ۱۱۸۹۔

« لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ »①

''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور ان پر بھی لعنت کی ہے جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں۔''

اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت بعض دیگر وجوہات کی بنا پر صحیح ثابت ہے مثلاً اس میں مال کا ضیاع ہے جو صحیح نصوص سے ثابت ہے کہ حرام ہے۔ اس طرح یہ ایک ایسا کام ہے جو نہ تو عہد رسالت میں موجود تھا اور نہ عہد صحابہ ہی میں، بلکہ ایک خود ساختہ عمل ہے جسے استحبابی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ عمل بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے جو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

---

① ابوداود، کتاب الجنائز: باب فی زیارہ النساء القبور:٣٢٣٦۔ نسائی: ٦٨٧/١۔ ابن أبی شیبة :١٤٠/٤۔ حاکم :٣٧٤/١۔ بیهقی :٧٨/٤۔ احمد: ٢٢٩/١۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابو صالح باذام مولی أم هانئ بنت أبی طالب راوی ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم رحمة اللّٰه علیه، امام نسائی رحمة اللّٰه علیه ، امام عقیلی رحمة اللّٰه علیه ، امام ابن عدی رحمة اللّٰه علیه ، امام ابن جارود ، امام حاکم اور امام ابن حبان وغیرہ نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مسند احمد محقق :٢٠٣٠۔ شیخ البانی رحمة اللّٰه علیه نے بھی روایت کو ضیعف قرار دیا ہے۔ (إرواء الغلیل :٧٦١)

قبر پر ٹہنی لگانا:

عذابِ قبر میں تخفیف کی غرض سے قبر پر ٹہنی لگانا نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا جب کہ ہمارے لیے مسنون نہیں کیونکہ نبی ﷺ کو تو بذریعہ وحی یہ علم ہو گیا تھا کہ فلاں قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ لیکن ہمیں ایسا کچھ علم نہیں ہو سکتا۔

قبروں پر چادریں چڑھانا:

قبروں پر چادریں چڑھانا پھول نچھاور کرنا یا اگر بتیاں جلانا وغیرہ تمام ایسے کام ہیں جو سنت سے ثابت نہیں اور ان کا شمار فضول خرچی میں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ اور اس طرح کے تمام دیگر امور ناجائز ہیں۔

تتمہ

ابتدائے آفرینش سے اس فانی دنیا کا یہی اصول رہا ہے کہ ہر انسان اپنی زندگی کی میعاد مکمل کر کے آخرت کی جانب سفر کر جاتا ہے۔ بالخصوص مسلمانوں کا تو روز اول سے یہی عقیدہ ہے کہ اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے جو ابدالآباد تک قائم ودائم رہے گی لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اعمال صالحہ کی کثرت اور حرام کاموں سے اجتناب کے ذریعے اپنی موت کے لیے ہمہ وقت تیاری کرتا رہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

« اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِى الْمَوْتَ » ①

''لذتیں ختم کر دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

موت کو یاد رکھنے کے لیے جنازوں میں کثرت سے شرکت کرنی چاہیے، قبروں کی زیارت کرتے رہنا چاہیے اور عمر رسیدہ لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے تا کہ یہ احساس پیدا ہو سکے کہ یہ جوانی کی دولت آخر ہم سے بھی چھن جائے گی اور بڑھاپے کی ٹھوکریں

---

① ترمذی، ابواب الزهد: باب ماجاء فی ذکرالموت : ۲۳۰۷۔ نسائی: ۲۵۸/۱۔ ابن حبان: ۲۵۵۹۔ حاکم: ۳۲۱/۴۔ إرواء الغليل: ٦٨٢۔

ہمارا مقدر بن جائیں گی۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے برعکس لوگ اپنی جوانی کی قوتوں اور صلاحیتوں کو آخرت کی تیاری کی بجائے محض مادی مفادات اور دنیاوی اغراض ومقاصد کی تکمیل کیلئے صرف کررہے ہیں۔تو خبردار! اس شخص کے لیے جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کی بشارت ہے جس نے اطاعت وفرمانبرداری کے لیے ہمیشہ اپنے آپ کو جھکائے رکھا اور اپنے ہر عمل میں موت اور آخرت کو یادرکھا اور اس شخص کے لیے ہلاکت وبربادی ہے جس نے اپنی تمام زندگی میں موت کو بھلا کر دنیا ہی کو اپنا مطمح نظر بنائے رکھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آخرت کی کامیابی کے لیے تیاری کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیں دنیاوی فتنوں سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے تا کہ ہم دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوسکیں۔ (آمین!)

(رَبَّنَا اٰتِنَافِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ)

از قلم:

حافظ عمران ایوب

اَللّٰهُمَّ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ ([illegible])

اے اللہ! بخش دے ہمارے زندہ اور فوت شدہ کو، حاضر اور غائب کو، ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مرد اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھنا، اور ہم میں سے جس کو تو فوت کرے تو اسے ایمان پر فوت کر، اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ کر، اور نہ ہمیں اس کے بعد گمراہ کرنا۔

دار الاندلس ®
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور، پاکستان
Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com